واصف علی واصف کے پنجابی کلام کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

Review of Punjabī Kalām of Wāṣif Ali Wāṣif in the Light of Islamic Teachings

Dr Ata-Ur-Rehman Meo

Associate Professor, Urdu Department, Lahore Garrison University, Lahore:drata786@gmail.com

Hafiza Aysha Saddiqa

Ph.D Scholar, Lahore College for Women University, Lahore:saddiqies90@gmail.com

Abstract:

Wāṣif Ali Wāṣif is a renowned poet and writer. He also wrote poetry in Punjabī which itself a master piece. His poetry is filled with the depth of Ṣufism. He beautifully explained idea of life which is according to Qurān and Sunnah. In Punjabī poetry he used many Punjabī proverbs and idioms which made his poetry more understandable. Wāṣif's poetry is adorned with precious essence of true love. He prayed to Allah to quench his thirst for love and followed the path of Allah in search of him throughout his life. He writes those who seek Allah pass through the paths of men. Man is the seeker and man is the manifestation of attributes. Allah almighty created man to express himself. Give man the skills to know about this universe and theirs. May Allah introduce us to his creation, O Allah, show us the straight path, that is, the path of those who have beeb rewarded the way is God's way. In this article an attempt is made to present a view on his Punjabī poetry.

Keywords: Poetry, Wāṣif Ali Wāṣif, Understandable, Depth, Sufism

واصف علی واصف اس تھل کا باسی ہے جس دھرتی نے نامی گرامی شاعروں، ادیبوں اور صوفیا کو جنم دیا ۔ جنہوں نے کلام الہیٰ قرآن کریم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا، جس کی وجہ سے ان کی شاعری میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور مذہب اسلام کی حقانیت کی نمایاں جھلک دکھائی دیتی ہے۔اللہ کریم کی جو صفات عالیہ حضور اکرم ﷺ نے بیان فرما دی ہیں بس وہی صفات ہیں جیسے اس زمانے میں، ویسے ہی آج کے دور میں اور ویسے ہی ہمیشہ ہمیشہ اَلآن کَماکان اللہ کریم کو ہم نے دریافت نہیں کیا، معلوم نہیں کیا، ہمیں حضور اقدس ﷺ کی ذات نے فرمادیا ہم نے تسلیم کیا۔ ہم نے سنا اور مان لیا۔

واصف علی واصف مذہب اسلام کی تشریح کرتے ہوئے اپنی تصنیف "دل دریا سمندر" میں لکھتے ہیں۔

> "اللہ اور صرف اللہ کو ماننے اور اس سے تعلق کا نام اسلام نہیں ۔ حضور اکرم ﷺ کے وسیلے بغیر تقرب الٰہی کا تصور خارج از اسلام ہے۔ ہم پر اللہ کی اطاعت فرض ہے۔ اللہ کی عبادت ضروری ہے لیکن تقرب حق کا کوئی ایسا دعویٰ جو حضور انور ﷺ کے فرمائے ہوئے میزان کے علاوہ ہو، بہتان ہے اور اسے غلط ثابت کرنے کا تکلف بھی غیر ضروری ہے۔ اسی طرح اسلام ایک مکمل اور محفوظ دین ہے۔ اس کو تکمیل کی سند مالک حقیقی نے خود یہ کہہ کر فرمائی کہ الیوم اکملت لکم دینکم جس دن جس گھڑی جس لمحہ یہ دین مکمل کر دیا گیا اس کے بعد کے اضافے ، تخفیفیں ، تحریفیں، رنگ رنگ کی وضاحتیں، انوکھی تشریحات اسلام پر احسان نہیں بلکہ اس کے برعکس اسلام کو اس کے بنیادی رنگ کے علاوہ اور رنگ میں پیش کرنے کی سعی نامناسب ہے۔"[1]

واصف علی واصف نے اپنی فہم وفراست اور دانش و حکمت کے موتیوں سے اردو اور پنجابی ادب کا دامن مہکایا ہے۔ اس مہک میں عشق مجازی بھی ہے اور عشق حقیقی کی تڑپ بھی۔ ان کی شاعری عشق حقیقی کے گوہر آبدار سے مزین ہے۔ انہوں نے اپنے عشق کی پیاس بجھانے کے لیے اللہ سے لو لگالی اور انہوں نے اللہ کی تلاش میں اُس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی بھر عمل پیرا رہے۔ وہ اپنی کتاب "حرف حرف حقیقت" میں لکھتے ہیں:

---

[1] واصف علی واصف، دل دریا سمندر، ص:48

Wāṣif Ali Wāṣif, Dil Darya Samundar, P:48

"اللہ کی تلاش کرنے والے انسانوں کی راہوں میں گزرتے ہیں۔ انسان ہی متلاشی ہے اور انسان ہی مظہر صفات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اپنے اظہار کے لیے۔ انسان کو صلاحتیں عطا فرمائیں تاکہ وہ اس کائنات کے بارے میں اور ان کے خالق کے بارے میں غور کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ذریعے اپنا اپنی مخلوق کا تعارف کروایا۔ ہم ہر روز دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ دکھا یعنی ان انسانوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ گویا انعام یافتگان کا راستہ، سیدھا راستہ ہی، خدا کا راستہ ہے"[2]

اس موضوع میں مزید تحریر کرتے ہیں کہ

"وہ لوگ جو انسان کو چھوڑ کر یا انسان سے منہ موڑ کر خدا کی تلاش کرتے ہیں، کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اللہ کی کتاب انسانوں کے تذکرے اور انسانوں کے انجام کے بارے میں آگاہی دینے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت بلند مقام عطا فرمایا۔ انسان کے آگے فرشتوں کو جھکا دیا۔ انسان کو اللہ کے راستے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ نے اپنا گھر انسانوں کے ذریعے بنایا۔ اللہ کے ذکر کے لیے انسانی زبان اور اللہ کی یاد کے لیے انسانی دل درکار ہیں۔ اللہ کی خوشی انسان کی خدمت میں ہے۔ اللہ کا حکم ہے کہ انسانوں کی خدمت کرو، بھوکوں کو کھانا کھلاو، سائل کو جھڑکی نہ دو، یتیم کا ہرگز نہ کھاؤ کئے ہوئے وعدے پورے کرو، نرم خو اور نرم دل ہو جاؤ زمین پر اکڑ اکڑ کر مت چلو"[3]

واصف علی واصف نے اللہ کے ولیوں اور صوفیوں کے اقوال، صوفیانہ کلام اور قرآن وسنت کا بڑی گیرائی و گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں ہمیں ایک نئی جدت وندرت پر مبنی تجربات ومشاہدات پڑھنے کو ملتے ہیں۔ ان کی پنجابی شاعری کے بارے میں عرض ناشر کے تحت کاشف لکھتے ہیں:

"واصف صاحب دی پنجابی شاعری دا رنگ صوفیانہ ہے۔ ایس رنگ وچ

[2] واصف علی واصف، حرف حرف حقیقت، ص:41

Wāṣif Ali Wāṣif, Ḥarf Ḥarf Ḥaqeeqat, pg:41

[3] ۔ایضا، ص:41

Ibid-P:41

مسلمانان دی مجموعی صوفیانہ روایت دے نال نال اپنے علاقے پنجاب
دے خاص تے وکھرے صوفیانہ جھلکارے وی ملدے نیں۔ایہناں
دوناں روایتاں نیں واصف صاحب ورگے صوفی دے اپنے تجبر بیاں
نال مل کے ایک نویکلا پن پیدا کر دتاہے۔جنوں پنجابی دی صوفیانہ
شاعری وچ انمل اضافہ قرار دیتا جا سکدا اے۔"[4]

واصف علی واصف دا ایہہ انمل کلام نہ صرف انسان کا اصطلاح کردہ اے بلکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ وحدہ لاشریک نال تعلق و دھاون دی راہ وی دسدا اے ۔واصف دی شاعری عشق حقیقی داخزانہ اے۔نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم دے حضور اناں دے نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔کسی طرح بڑے سلیقے تے ہنر نال گل کر دے نیں:

توں سلطان زمانے بھردا میں بردے دا بردا
فکر عذاباں دے وچ بھلیا رستہ تیرے گھر دا
تیری نعت نوں غزل بناندا دل کی ڈاڈا کردا
دسن والی گل نہیں کوئی کاسہ نئیں پیا بھردا[5]

ان کی نظمیں : سی حرفی ، چادر ، وارث شاہ ، بجھارت ، ورولے ، جوگی، سوچ سمجھ کے چکیں بھار ، " بُکل دے وچ چور ، چٹھی ، مکی گل ، وداع ، بھرے بھڑولے ، معرفت کا پیغام لیے ہوئے ہیں۔ان میں عشق حقیقی کو ہی زیست کا حاصل قرار دیا ہے۔یہ منزل عقل کے ذریعے پانا مشکل ہے۔اس کے لیے اپنی ہستی کو مٹانا پڑتا ہے ، اپنی " میں " کو مارناپڑتا ہے۔تب کہیں جا کر من میں عشق حقیقی کا چراغ روشن ہوتا ہے۔اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی[6]

4۔واصف علی واصف، بھرے بھڑولے،لاہور:کاشف پبلیکیشنز،۱۹۹۵ء،ص:۳

Wāṣif Ali Wāṣif, Bhare Bharole, Lahore: kashif publications,1995,pg:3

5۔ایضا،ص:211

Ibid-P:11

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں[7]

واصف کے ہاں بھی عقل کوئی معنی نہیں رکھتی ، عقل عشق کی راہ کھوٹی کرتی ہے۔جو دل چاہتا ہے ، اس کے بر عکس رستہ بتاتی ہے،عقل کو رہنما بنانے والے انجان اندیشوں واہموں اور نادیدہ ، خطرات میں گھرے رہتے ہیں عشق حقیقی کی راہ پر چلنے والے ان تمام تفکرات سے بالاتر ہو کر اپنی منزل کو پانے کی سعی کرتے ہیں ، میر تقی میر نے اس کی کیا عمدہ عکاسی کی ہے:

ہر قدم پر تھی اس کی منزل لیک
سر سے سودائے جستجو نہ گیا[8]

جبکہ واصف علی واصف اسی سودائے جستجو کے حوالے سے یوں گویا ہوتے ہیں:

الف اللہ دی رمز انوکھی ، عقلاں نال ناں مل دا
عقلاں والا مرد و چارا نامحرم منزل دا
اللہ نیڑے ہوندا اے جو سجدہ ہوئے دل دا
واصف یار اللہ نوں لبھنا کم نہیں عاقل دا [9]

بھرے بھڑولے واصف کی ایسی نظم ہے، جس میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں اپنی پوری شان و شوکت سے جلوہ دکھا کر نہ صرف کسان کا جی موہ لیتی ہیں بلکہ یہ مخلوق کی شکم سیری کا بھی اہتمام کرتی ہیں ایک ایسے عالم میں جب موسم خزاں (موسم ربیع)کا

6۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، بانگ درا مشمولہ، کلیات اقبال، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، طبع پنجم، ۱۹۸۲ء، ص:۲۷۸

Dr. Allama Muhammad Iqbāl, Bang e Dara mashmola, kuliyāt e Iqbāl, Lahore:Sheikh Ghulam Ali and sons,edition 5th,1984,pg:278

7۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، بال جبریل مشمولہ، کلیات اقبال، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، طبع پنجم، ۱۹۸۲ء، ص:۱۸/۳۱۰

Dr. Allama Muhammad Iqbāl, bal e jibrel, mashmola, kuliyāt e Iqbāl, Lahore: sheikh Ghulam Ali and sons, edition 5th,1984,,pg:18/310

8۔ میر تقی میر، کلیات میر، لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء، ص:۲۱۳

Mīr Taqī Mīr, kuliyāt e Mīr, Lahore: sang e mil publications,2008,pg:213

9۔ واصف علی واصف، بھرے بھڑولے، محولہ بالا، ص:۱۵

Wāṣif Ali Wāṣif, Bhare Bharole, referenced above,pg:18

آغاز ہوتا ہے ،اس موسم میں گندم ، چنے اور جو کی فصل کاشت کی جاتی ہے۔کسان تو محنت مشقت کر کے بیج کی بوائی کے بعد گھوڑے بیچ کر سو جاتا ہے۔بیج کے ساتھ زیر زمین اللہ کی قدرت سے فضل سے کیا ہوتا ہے کہ وہ زمین کا سینہ پھاڑ کراپنے نمو کا اظہار کرتا ہے۔یہ سب کچھ کرنا نہ کسی انسان کے بس میں ہے اور نہ کسی جن کے، یہ اللہ کی قدرت کا ملہ کا اشارہ پاتے ہی کسان کے چہرے پر خوشی کا بکھیرتے ہیں۔اقبال نے اپنی نظم " **الارض اللہ** "مشمولہ بال جبریل میں اس کا اظہار یوں کیا ہے :

پالتا ہے بیج کو مٹی کو تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب ؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشہ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب ؟[10]

واصف علی واصف نے اسی حوالے سے کہی گئی اپنی نظم" بھرے بھڑولے " میں کسان کے جذبات اور پیار کی بڑی ڈاہڈی عکاسی کی ہے۔اس میں سر ہے، ترنم ہے۔رمز و ایمائیت ہے ، پیار محبت کے گیت ہے۔یہ نظم لفظوں کی ایسی مالا ہے کہ جو گی اسےجب گاؤں گاؤں، قریہ قریہ اکتارہ پر پیش کرتے ہیں تو سننے والے جھومنے لگتے ہیں۔دھمال ڈالتے ہیں اور رب کائنات کی تسبیح پڑھتے ہیں۔نظم ملا حظہ ہو:

آج کنکاں پکیاں پیار دیاں — چک چک کے واجاں مار دیاں
ایہہ ادھی راتیں لائیاں سن — ایہہ حق دی گل نتار دیاں
ایہہ وچ ہنیرے رہندیاں سن — آج دن نوں اکھاں مار دیاں
اساں رو رو کے جو کٹے سن — او پینڈے سب وسار دیاں
اساں اپنی جند نوں واریاسی — ایہہ اپنی جان توں وار دیاں
بی اک اک کر کے کیریاسی — اے خبراں دین ہزار دیاں

10۔ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، بال جبریل مشمولہ کلیات اقبال، محولہ بالا، ص:۱۱۹/۴۱۱
Dr. Allama Muhammad Iqbāl, Bal e Jibrel, mashmola kuliyāt e Iqbāl,Lahore,referenced above,pg:119/411

اے لڑیاں سچے موتی نیں اے دوروں چمکاں ماردیاں
اے سب بھڑولے بھردیون اے سارے بھار اتار دیاں
اے کن فیکون نوں لائیاں سن اے کنگاں واصف یار دیاں[11]

یہ نظم کسان کے جذبات کی نمائندہ ہے۔ منظر کشی بلا کی ہے، لفظوں کا چناؤ ، بھی سادہ رواں مترنم لے کے ساتھ سننے والے اور پڑھنے والے پر وجد کی کیفیت طاری کر دیتا ہے اور قاری سورہ رحمن کی آیت

"فبای الاء ربکما تکذبن"[12] پڑھتے ہوئے بے ساختہ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان العظیم پکار اٹھتا ہے ۔پاک ہے وہ ذات جس نےاپنے فضل و کرم سے ساری مخلوق کے لیے متنوع قسم کی نعمتوں کی بھر مار کر دی، گویا خدائی کارخانے میں ساری مخلوق (ہر قسم کی)

اللہ کی بے شمار ان گنت نعمتوں سے فیض یاب ہو رہی ہے ۔نظم میں پیار ،مار،نتار،وسار،وار،ہزار،اتار،یار قوافی ہیں جبکہ دیاں ردیف ہے۔قافیہ اور ردیف پیاردیاں،ماردیاں ،نتاردیاں ،وساردیاں ،واردیاں ،ہزاردیاں ،اتاردیاں ،یاردیاں مل کر موسیقی کی مدھر تانیں قارئین کے لیے لطف اندوزی کا باعث بنتی ہیں۔ نظم کے مقطع

اے کن فیکون نوں لائیاں سن
اے کنگاں واصف یار دیاں

"کن فیکون" یہ آیت سورہ بقرہ کی آیت ۵۹،۴۷ سورہ انعام کی آیت ۷۳، سورہ نحل آیت ۴۰، سورہ مریم آیت ۳۵، سورہ یسین آیت ۸۲، سورہ غافر آیت ۶۸، سات پاروں میں آٹھ مرتبہ آئی ہے۔[13] واصف کا اللہ کی قدرت پر یقین کامل ہے وہ فطرت کی ہر چیز کو اللہ کے ارادوں سے پہچانتا ہے۔ عشق حقیقی اس کی نس نس میں سمایاہوا ہے۔اس کا اظہار ان کی نظم "بکل دے وچ چور" میں مختلف پیرائے میں نظر آتا ہے:

11۔واصف علی واصف، بھرے بھڑولے، محولہ بالا، ص:۴۹،۴۸
Wāṣif Ali Wāṣif, Bhare Bharole, referenced above,pg:48,49

12۔القرآن، سورۃ رحمن،آیت: ترجمہ: تو اے جن وانس ! تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

13۔القرآن، کن فیکون، ہو جا پس ہو جاتا ہے

اج موسم پھلاں دا آیا | بوٹی اندر مشک مچایا
چنگا اوہدا ذکر کمایا | پیلاں پاون دل وچ مور

میرا اوی ناں رکھو ہور
میرے دل وچ پے گیا شور [14]

واصف نیں ایہہ رمز پچھانی | ایہہ حیاتی آنی جانی
جس نے عشق دی موج نہ مانی | سمجھو اوزندہ در گور [15]

پھولوں کا موسم عشاق پر بھاری ہوتا ہے۔ وہ اپنے ہوش و حواس سے بے گانہ ہو کر دیوانہ وار اپنے محبوب کی تلاش میں جنگلوں، بیابانوں کی طرف بھاگتے ہیں۔ مومن خاں مومن کہتے ہیں:

؎ کیا گل کھلے گا دیکھیے ہے فصل گل تو دور
اور سوئے دشت بھاگتے ہیں کچھ ابھی سے ہم [16]

میر تقی میر کہتے ہیں:

؎ گل کو ہوتا صبا قرار اے کاش
رہتی ایک آدھ دن بہار اے کاش [17]

واصف کے ہاں بھی پھولوں کا موسم عشق کی آگ کو تیز کر دیتا ہے۔ جب وہ چرند پرند ، مور، پپیہا، کبک، تیتر، بٹیر، کوئل، دراج، پودنہ، کبوتر یہاں تک کہ حشرات الارض، نباتات و جمادات سبھی کو اللہ تعالی کی تسبیح و تحلیل میں مگن پاتے ہیں تو وہ بھی انسان ہونے کے ناتے حال کھیلنے لگتے ہیں اور ان کا انگ انگ بھی خالق کائنات پر فدا ہونے لگتا ہے۔

14۔ واصف علی واصف، بھرے بھڑولے، ص: ۴۰
Wāṣif Ali Wāṣif, Bhare Bharole, referenced above,pg:40

15۔ ایضاً، ص: ۴۳
Ibid,pg:43

16۔ مومن خاں مومن، کلیات مومن، لاہور: کتابی دنیا، س۔ن، ص: ۸۹
Momin Khan Momin, kuliyāt e Momin,Lahore: Kitabi dunya,pg:89

17۔ میر تقی میر، کلیات میر، لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء، ص: ۵۱۴
Mīr Taqī Mīr, Kuliyāt e Mīr, Lahore: sang e mil publications,2008,pg:514

وہ بھرے بھڑولے میں لکھتے ہیں:

اساں بسم اللہ نوں پڑھ کے اج کیتی شروع کتاب
وچ مورادے پر رکھے، اساں لائے عطر گلاب
وچ اکھاں غوطہ ماریا تے پکڑی زلف دی لج
اساں موتی کڈھیا میم دا، اساں کیتا کم شتاب
اساں ورتے تھلے خیال دے تے کاف اچ ویکھیانون
اساں مستی لئی الست دی اساں پیتی رج شراب
اساں نیتاں بنیاں پکیاں، اساں یاریاں لائیاں سچیاں
اساں بھلے ساجد سمجھیا دل کیتا کم خراب
بن ویکھیاں اوس نوں منیا، اساں کاسا آپے بھنیا
جد ڈوری دتی یار نوں ساڈے مکے سب عذاب [18]

واصف وسیب کی معاشرتی قدروں کا پارکھ ہے۔وہ معاشرتی میل جول، عادات واطوار، مذہبی روایات کے بارے میں خوب جانتے ہیں کہ کس طرح قرآن پاک کو غلاف میں بڑے احترام سے لپیٹ کر جزدان میں اونچی جگہ پر گھروں میں رکھا جاتا ہے۔ باوضو ہو کر بسم اللہ پڑھتے ہوئے قرآن پاک کا بوسہ لیا جاتا ہے، پیشانی سے لگایا جاتا ہے۔ مور کے پر قرآن کے اندر رکھے جاتے ہیں جو گلاب کے عطر سے معطر ہوتے ہیں۔ پھر بڑے لحن کے ساتھ تلاوت قرآن حکیم کی جاتی ہے۔ سورہ محمد ﷺ کا وظیفہ کیا جاتا ہے یا روزانہ تلاوت کی جاتی ہے۔ پھر قرآن پاک کی یہ آیت "الست بربکم، بلیٰ [19] جو اس عہد کی پاسداری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو نبھاتا ہے، وہی معرفت کی شراب سے اپنے آپ کو سیراب کرتا ہے۔ وہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے اپنا سب کچھ اسے سونپ دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی اپنے بندے کو وہ مقام عطا کرتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی وہ قیامت تک زندہ و جاوید ہو جاتا ہے۔ اقبال نے ایسے ہی نیک لوگوں کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

18۔ واصف علی واصف، بھرے بھڑولے، ص ۵۳

Wāṣif Ali Wāṣif, Bhare Bharole, referenced above,pg:53

19۔ القرآن، سورۃ الاعراف، آیت: ۱۷۲

Al-Qurān, sura Al-a’raf ,ayat: 172

ے

لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے
اگر ہو تو زندہ تو دل ناصبور رہتا ہے
مہ و ستارہ، مثال شرارہ یک دو نفس
ے خودی کا بادتک سرور رہتا ہے
فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا
تیرے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے [20]

یہ سب کچھ تبھی ممکن ہے جب ایک سالک فنا فی الرسول ﷺ اور فنا فی اللہ کی منزل پالیتا ہے۔ واصف علی واصف اسی منزل کے راہی ہیں۔ عشق حقیقی ان کی رگ رگ میں سمایا ہوا ہے۔ اسی عشق حقیقی کے حوالے سے وہ کہتے ہیں:

دھرتی نوں اسمان بناوے، عشق دی ایہہ تاثیر
عاشق کہن امام رانجھے نوں، ہیر اے معشوقاں دی پیر
ایہہ جیون اک سندر سفنہ، ادھے راہ چ مک جاندا اے
عمر بچاری رور و لبھدی خواباں دی تعبیر
میں ہسّاں تے دھرتی ہسے، روواں تے رووے اسمان
میں ہاں قادر، قدرت میری، میں اپنی تقدیر
عشق ہے اپنا آپے کعبہ، عشق قرآن حدیث
عشق "اناالله"، الله الله! کون عشق دا پیر
تتی ریت، وچھوڑا، پینڈا، کونج پئی کرلاوے
لامکانی باز و کھالی دے کے ہووے تیر
عشق فرید تھلاں دا راہی رو رو عمر گزارے
عشق ہری اے ہر ہر اندر، عشق اے بھگت کبیر
تیرے میرے رشتے کوڑے، کوڑا سب پسار
ماپے، چاچے، مامے، کاہدے، عشق دے کیہڑے ویر
عشق "الست"، "بلی" دا قصہ، عشق نفی اثبات
کثرت دے وچ عشق دی وحدت، وحدت وچ تکثیر
عشق "مزمل"، عشق مدثر"، "طہ" تے "یسین"
ظاہر باطن ذات عشق دی ایہو مڈھ اخیر
عشق شہید شہادت حق دی، عشق رضا دا بندہ
عشق اویسؓ، ابوذرؓ، جامیؒ، عشق علی شبیرؑ
عشق دا ڈیرہ سولی اپر، عشق تے موت حرام وصل
فراق توں عشق اگیر تے، عشق سمیع بصیر
مر کے جیندا، جی کے مردا، عشق بڑا کجھ کردا
"موتوا قبل"، "بل احیا ھم" عشق دی ذات قدیر
عقلاں نال عشق نہ ہندا، عشق دی الٹی چال
عشق ہووے تے وگدے واصف اکھاں دے وچ نیر [21]

20۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، ضرب کلیم مشمولہ کلیات اقبال، محولہ بالا، ص: ۵۲۶/۶۴
Dr. Allama Iqbāl, Zarb e kalim, mashmola kuliyāt e Iqbāl,cited above,pg:64/526

21۔ واصف علی واصف، بھرے بھڑولے، ص: ۸۸،۸۷
Wāṣif Ali Wāṣif, Bhare Bharole, referenced above,pg:87,88

اردو شاعری ہو یا پنجابی اس کا ایک اختصاص یہ بھی ہے کہ رمز وایمائیت اور اختصار وجامعیت کے پیرائے میں دریا کو کوزے میں بند کر دیا جاتا ہے۔قصہ خواہ کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو، تلمیحات کے استعمال سے اسے چند لفظوں میں رقم کر دیا جاتا ہے۔قرآن پاک میں بیان کیے گئے "اساطیر الاولین "ہوں یا تاریخ کے سنہرے اوراق پر جگمگاتے انبیائے کرام کے پاکیزہ نام صحابہ کرامؓ کی عزیمت کی داستان ہو، یا عشق حقیقی کے جری نڈر عشاق کے کارنامے، عشق کی کٹھن راہیں طے کرنے والے راہی، واصف علی واصف نے غزل کے چند اشعار میں سب کی پاکیزہ تاریخ رقم کر دی ہے، جنہیں بیان کرنے کے لیے دفتر درکار ہیں۔ پھر بھی ان کی ایک ایک جزئیات کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔یہ شاعر کا ہی اعجاز ہے کہ الفاظ کے عمدہ چناو کی بدولت فصاحت وبلاغت کے دریا بہا دیتا ہے کہ پڑھنے، سننے والے بے ساختہ داد و تحسین کے نعرے بلند کرنے پر بے اختیار ہو جاتے ہیں۔واصف علی واصف کی شاعری بھی ایسی ہی خصوصیات سے متصف ہے جہاں عشق کی ان سے وہ کچھ کہلوا دیتی ہے جو ایک دانا و عقلمند شاعر کہنے سے قاصر رہتا ہے ۔درج بالا اشعار ان کے فنا فی العشق کے خوبصورت عکاس ہیں۔ان کے نزدیک عشق کعبہ، قرآن، حدیث ﷺ ہے، عشق " مزمل "[22]،" مدثر " [23]،" طہ "[24]،" یسن "[25]،ہے۔وہ عشق کو اویسؓ، ابوذرؓ، جامیؒ، علی شبیرؒ، کہتے ہیں۔ان کا عقیدہ ہے "موتوا قبل "[26]،"بل احیاھم "[27]،ہے۔ان کے مطابق "تھلاں دا راہی فرید "عشق کا سچا راہی ہے اور یہ منزل پانے کے لیے "تتی ریت "پر جسم کو جھلسانا پڑتا ہے، تب کہیں جا کر عشق کی آگ عاشق کے لو لو میں (روں روں) سماتی ہے اور ایسی سماتی ہے کہ دنیا اسے آرے سے چیر دے، آگ میں جلا دے، جسم سے سال کھال نوچ لے، یہ عشق کی لو بڑھتی ہی جاتی ہے۔واصف کا عشق بھی اسی درجے پر فائز ہے۔وہ عشق کے اس مقام پہ متمکن ہیں کہ

22۔القرآن، سورہ مزمل، ۷۳

Al-Qurān,, surah Muzzamil,73

23۔القرآن، سورۃ مدثر، ۷۴

Al-Qurān, surah Muddasir,74

24۔القرآن، سورۃ طہ، ۲۰

Al-Qurān, surah Taha, 20

25۔القرآن، سورۃ یسین، ۳۶

Al-Qurān, surah yaseen ,36

26۔موتوا قبل ان تموتوا، ترجمہ: موت اختیار کرو اس سے پہلے کہ موت آجائے

27۔القرآن، سورۃ ال عمران، آیت: ۱۶۹

Al–Qurān, surah Al –Imran,ayat:129

ے دل میں بسا رکھی ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

واصف بھی دھرتی پر بیٹھے ہوئے آنکھیں، موندتے تھے اور اپنے محبوب سے راز و نیاز کی باتیں کر لیتے تھے۔اللہ سبحانہ تعالی کے خاص بندوں کے لیے زمان و مکان کے فاصلے سمٹ جاتے ہیں۔واصف بھی انہیں اللہ کے پیاروں میں شامل ہیں۔اسی لیے ان کے اشعار میں کثرت میں وحدت اور وحدت میں تکثیر دکھائی دیتی ہے۔ذیل میں ان کی پنجابی شاعری میں سے کچھ منتخب قوافی درج کیے جاتے ہیں،جو موسیقیت سے لبریز ہیں۔

قوافی: وسدے، دسدے، کھسدے، پھسدے، نسدے
حج، اج، گج، بج، جج، لج
اڈیکاں، لیکاں، وسنیکاں چیکاں
لگائیاں، وڈیائیاں، پائیاں، لائیاں، آئیاں
بھرے، مرے، جرے، ڈرے، کرے
دھمال، حال، جنجال، بال، پال، وال، وصال
سٹ، رٹ، پٹ، کھٹ، چھٹ، ہٹ، اٹ، ڈٹ
اولے، ملے، اَکلے، جھلّے، ڈھلّے، گھلّے، چلے، بلے
ماپے، جاپے، سیاپے، آپے، وٹاپے، سراپے، الاپے
سجن، گجن، پجن، بچن، وجن
بھاگ، ناگ، واگ، جھاگ، راگ، کاگ، سہاگ، لاگ
ہور، ڈھور، سَور، بھنبھور، شور، گور، مور
وَت، گت، چھت، ست، پت، بھت، گھت

واصف علی واصف نے پنجابی محاورے اور آکھاں برت کر اپنے اشعار کو امر کر دیا ہے۔ذیل میں چند ایک محاورے نمونے کے طور پر درج کیے جاتے ہیں:

ماس کھوانا: ماس کھوا کے یار بنایا اُڈ یا باز تے فیر نئیں آیا ص:۱۰۷
نیوں لانا: کیہہ کھٹیا جس نیوں نئیں لایا جس نیں لایا او پچھتایا ص:۱۰۷
سولی تے ٹنگنا: جیہڑا حق دی واج لگاوے پھڑ سولی تے ٹنگدے لوک ص:۱۱۳

رت پھرنا: رتاں پھریاں، یار نہ ملیا، ڈھونڈے جنگل بیلے ص:۵۵

بھاگ سڑنا: میں تتی دے سڑ گئے بھاگ مینوں ڈنگن پیار دے ناگ ص:۸۳

واصف کی شاعری میں حقیقی رنگ کے ساتھ ساتھ مجازی رنگ کی جھلک بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ عصری و سماجی شعور بھی پایا جاتا ہے جس کے ذریعے انہوں نے معاشرتی اور غیر اخلاقی باتوں کی نشاندہی کی ہے جو معاشرے میں بگاڑ کا باعث بنتی ہیں مثلاً چغلی کھانا، پیٹھ پیچھے بدخوئی کرنا، بغیر تحقیق کے سنی سنائی باتوں پر کان دھرنا، افواہ سازی کا بازار گرم کرنا، مردانہ وار مقابلے کی بجائے عورتوں کی طرح کھسر پھسر کرنا، طعن و تشنیع سے کام لینا، سامنا ہونے پر حضوری کرنا، غرض یہ کہ منافقت، دوہرا پن اور زہریلے رویوں کو سخت ناپسند کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

؎ کھسر پھسر کم رنّاں دا مرداں وانگوں پڑ وچ آ[28]

واصف علی واصف کے ہاں گڑے مردے اکھاڑ کر زخموں پر نمک چھڑکنا اور پھر دوسرے کو تکلیف میں مبتلا کر کے اس کا ٹھٹھہ اڑانا بھی غیر اخلاقی فعل ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ اپنی طاقت اور جوانی کو اس طرح کی فضولیات میں ضائع کیا جائے۔ وہ تو جوانی کو عشق حقیقی کی آگ میں تپ کر کندن دیکھنے کے متمنی ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں:

؎ جو کیتا تُوں چنگا کیتا دبّی رہن دے، اگ نہ پھول

؎ سونے ورگی اے جوانی اینویں نہ مٹی وچ رول[29]

اور جب نوجوانی کو عشق کی آگ سے سرشار پاتے ہیں تو بے ساختہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک زندگی کا اصل مقصد اپنے خالق کائنات کی نعمتوں کا شکر بجالاتے ہوئے اس کی فرماں برداری اور اطاعت کرنا ہے، اس لیے عشق حقیقی کی راہ ہی راہِ نجات ہے، اسی لیے گھی کے چراغ جلانے کی بات کرتے ہیں:

؎ سوہنا گھیو دے دیوے بال عشق دیاں جد پھٹن مساں[30]

واصف نے دنیا کے سارے رنگ اور انگ دیکھے۔ طرح طرح کے انسانوں سے پالا پڑا۔ نیک و بد سے بھی

28۔ واصف علی واصف، بھرے بھڑولے، ص:۱۲۴

Wāṣif Ali Wāṣif, Bhare Bharole, referenced above,pg:124

29۔ ایضاً، ص:۱۲۵

Ibid,pg:125

30۔ ایضاً، ص:۱۲۲

Ibid,pg:122

ملے اور اولیا اور صوفیوں سے بھی۔اصل اور نقل کی انہیں کھری پہچان تھی۔وہ جان لیتے تھے کہ انسان کا ظاہر کیا ہے، باطن میں کیا چھپا ہے؟آج کے معاشرے میں بہت سے لوگ شاہ بن بیٹھے ہیں لیکن وہ اپنی او چھی حرکتوں سے نظروں میں آجاتے ہیں لیکن اللہ والے انہیں بے نقاب نہیں کرتے۔اپنے اشعار میں ان کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں۔یہ شعر ایسے ہی لوگوں کے لیے ہے۔

- توں "شاہ جی" پیسے نال ہویا   اساں موچی تے ترکھان بنے [31]

موچی یا ترکھان ہونا یا کہلانا کوئی برائی نہیں ۔اصل بات یہ ہے کہ انسان ہو،انسانیت سے سرفراز ہوں۔واصف علی واصف نے یہی بات سمجھائی ہے موچی یا ترکھان تو پیشہ ہے پہچان کے لیے۔اللہ کے نزدیک متقی یا پرہیز گار ہونا شرط ہے۔یہی انسانیت ہے جس کے لیے درد نے کہا ہے: درددل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

آخر میں واصف کے کچھ مقطع کے اشعار پیش خدمت ہیں:

- واصف میں ہاں تا تھل کون مٹاوے میریاں تساں   ص:۱۲۲
- جیہڑا اوس نوں راضی کردا،   اومر کے وی نہ مردا

اج واصف اوہدے ناں توں کردتی جندڑی سوٹ   ص:۱۲۳

- واصف تینوں نئیں بھلے گا   جا بابا ہن سر نئیں کھا   ص:۱۲۴
- اج پتھر وی پچھدا اے کیہہ چاہناں ایں واصف، بول   ص:۱۲۵
- کر گئے کوچ مسافر ایتھوں   جند او یکھ واصف دے گھر دا   ص:۱۲۷
- واصف کتھوں رمز پچھانی   لاالہ الااللہ   ص:۱۱۸
- پیار دا قصہ واصف کیہہ سی   ٹٹی ٹہنی، سکے پھل   ص:۱۱۵
- واصف رہندا تخت ہزارے   چنگے لگدے جھنگ دے لوک   ص:۱۱۳
- تیرے عشق نیں تاج پوایا   واصف نوں کاہدی تھوڑ   ص:۱۱۲
- چار کہاراں ڈولی چکی   واصف سب چکائے لاگ   ص:۸۴

31۔ واصف علی واصف، بھرے بھڑولے، ص:۱۱۶
Wāṣif Ali Wāṣif, Bhare Bharole, referenced above,pg:116

خلاصہ بحث

اس مضمون میں واصف علی واصف نے قرآن میں جو کائنات کا تذکرہ ہے اور کائنات میں قرآن کی تفسیر و تفہیم ہے۔ کائنات میں جو اللہ تعالی کی نشانیاں ہے جو قرآن کی تلاوت کے ذریعہ اہل نظر کو معلوم ہوتی ہیں۔ اہل فکر حضرات اور اہل ذکر حضرات انہی نشانیوں سے اصل کائنات کا پتا معلوم کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ بیج کو مٹی کی تاریکی میں پالنے والی اور قرآن کو نازل فرمانے والی ایک ہی ذات ہے اور یہی ذات شکم مادر میں انسان کی تشکیل فرماتی ہے۔ ان تمام کیفیات کو انہوں اپنی پنجابی اور اردو شاعری میں بیان کیا ہے۔ ان کی شاعری میں استعمال ہونے الفاظ جیسے: تتا تھل، تساں، جنڈری سوٹ، ٹٹ ٹہنی، سکے پھل، تخت ہزارے، تاج پوایا، چار کہاراں ڈولی چکی وغیرہ ان سب کی اپنی کیفیت ہے جو درج بالا مقطعوں میں بیان کی گئی ہے۔ یہ کیفیت ہر اس انسان اور عاشق صادق کی بھی ہے جو اللہ پر اور نبی مکرم ﷺ پر کامل ایمان رکھتا ہے اور اس کے بغیر اپنی زندگی ادھوری سمجھتے ہیں۔ مجموعی طور پر واصف کی شاعری اپنے عشق، محبت، خلوص، بھائی چارے اور معاشرتی اقدار کے احیا کا واضح پیغام رکھتی ہے۔ ایسے ہی پیغامات، تحریروں اور اشعار کی ترویج سے معاشرے کی اصلاح ممکن ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License